امت مسلمہ میں عفت و پاکدامنی کی بہترین مثال حضرت فاطمۃ الزہرہؓ بحثیت بیٹی، بیوی اور ماں

علوینہ افسر
شعبہ اصول دین، جامعہ کراچی

تلخیص المقالہ

اسلام ایک زندہ جاوید دین ہے، زندگی کا مذہب ہے، مکمل اور بھرپور نظام حیات ہے۔ حیات کے تمام گوشوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اسلام ایک ایسا متوازن اور جامع فلسفۂ حیات انسان کو دیتا ہے جو اسکی مادی اور روحانی زندگی کو توانائیوں اور مسرتوں سے مالا مال کر دیتا ہے۔ اسلام رہبانیت اور ترکِ دنیا کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ وہ مثبت طور پر زندگی کو اسکی تمام نعمتوں، برکتوں، لطافتوں اور رعنائیوں کے ساتھ برتنے کی تعلیم دیتا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ ''زمین اور آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ انسان کے لئے مسخر کر دیا گیا ہے''۔

ترجمہ: ''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتیں، ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے''۔

اس آیت میں وہ تمام صفات بتا دی گئی ہیں جو اس مرد اور عورت میں ہونی چاہئے جو اللہ کے یہاں اس کے مقبول بندوں میں شامل ہونا چاہئیں۔ تاہم دین کے معاملے میں اپنا حصہ ادا کرنے کے لئے جس طرح مردوں کے دو درجے ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی دو درجے ہیں ایک عام اور دوسرا خاص۔ عام درجہ وہ ہے جو ہر خاتون کے لئے ہے یعنی ذاتی معاملے میں خدا اور بندوں کے حقوق ادا کرنا، خدا کے بارے میں عقیدہ کی درستگی، خدا کے احکام کی بجا آوری۔ زندگی کے معاملات میں انصاف پر قائم رہنا، نفسانی حرکات اور شیطانی وساوس کا مقابلہ کرنا، اپنی ذات اور اپنے مال سے خدا کا حق نکالنا، ہمیشہ دنیا کے معاملے میں آخرت کو ترجیح دینا، اپنے گھر اور متعلقین کے درمیان اسلامی اخلاق کے ساتھ رہنا اور معاملات میں ہمیشہ وہ کرنا جو اسلام کا تقاضا ہے۔

عورت کا دوسرا اہم فرض بچوں کی اصلاح اور تربیت ہے ہر عورت بالآخر ماں بنتی ہے بچے سے ماں کا اور ماں کا بچے سے بے حد گہرا تعلق ہوتا ہے۔ یہ تعلق بگاڑ کا سبب بھی بن سکتا ہے اور بناؤ کا بھی، مسلمان ہونے کی حیثیت سے عورت کا فرض ہے کہ وہ اس تعلق کو صرف بنائے اور صرف اصلاح کے لئے استعمال کرے تیسری چیز جو ہر عورت کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اپنے شوہر کے لئے اور اپنے گھر والوں کے لئے مسئلہ نہ بنے۔ عورتیں اپنے شوہر کے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے غیر ضروری قسم کے مسائل کھڑے کر دیتی ہیں اس وجہ سے گھر کا سکون غارت ہو جاتا ہے۔ بظاہر سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ جیسے گھر میں کچھ نہیں۔ عورت اگر اتنا کرے کہ وہ گھر کے اندر مسئلہ پیدا نہ کرے تب بھی اِس نے بہت بڑا کام کر لیا۔ اگر عورت کے اندر مزید صلاحیت ہو اور اِس کو وسیع تر مواقع حاصل ہوں تو وہ اِس سے آگے کا کام بھی کر سکتی ہے۔ جس کو خصوصی درجے کا نام بھی دیا گیا ہے۔ اسلامی تاریخ میں اِس کی کثرت سے مثالیں موجود ہیں۔ جن میں ایک رسول اللہ ﷺ کی ''بیٹی'' خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہؓ ہیں۔

Abstract

It is the law of Allah that Muslim Ummah would be the best Ummah of the world, who order goodness and halt evils, who will spread the message of Allah to each corner of the world who will strive to make

Islam dominant religion of the world. Such a nation should be example of unity and discipline. This Ummah should be exemplary in its action and views for all nations. Islam is a live religion and perfect system of life. It gives such a balance philosophy of life which fills human heart with spiritual strength and joys. Islam doesn't teach seclusion, it teaches to take advantage of bounties of Allah with all its beauty and sophistication.

Men and women compliment each other, they are life partners, and companion at equal level. However Islam draws a line between their field of work and responsibilities. The basic field of man is outside and women's field is inside the home. The purpose of this division is not in any sense of discrimination; the purpose of this division is to save gender characteristics of both.

As far as levels in religion are concerned men and women, both are kept on two levels: one is ordinary and the other is special level. Ordinary level is the level which is due for every women, she should pay the rights of Allah and his people as ordered by Allah. She should fight against evil thinking and satanic instincts in her personal capacity. She should prefer eternal life over this worldly attraction. Second duty of women is training and guidance of her children, every woman at last become a mother and mother has very deep relation with her children and this relation can be destructive and constructive, being a Muslim it is the duty of women to make this relation constructive and use it for the reformation of society.

Third, this is a compulsion for woman she should not create problem for her husband and family. Usually women create unnecessary trouble for husband and family which destroy peace at home and home feels like a desert. If women just maintain peace at home this is a big job. If women have more talent and qualities then she can go ahead to exploit her talent which is called special level and one example of special level is daughter of our beloved Prophet Mohammad S.A.W *"KHATOON E JANNAT"* Hadhrat Fatima R.A

اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے کہ مسلمان دنیا کی بہترین اُمت ہوں، اچھائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ دینِ اسلام کا پیغام دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچادیں اور دینِ اسلام کو غالب بنانے کی کوشش کریں۔ اِس منصب پر فائز قوم کو اتحاد و اتفاق کی عدیم النظیر مثال ہونا چاہیئے۔ ایسا اتحاد جو پوری اُمت کو ناقابلِ تسخیر بنا دے اور اِن کے افعال اور اقوال کی یکسانیت اور افکار و قلوب کی ہم آہنگی دوسری قوموں کے لئے نمونہ بن سکیں۔[۱]

اسلام ایک زندہ جاوید دین ہے زندگی کا مذہب ہے، مکمل اور بھرپور نظام حیات ہے جو حیات کے تمام گوشوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اسلام ایک ایسا متوازن اور جامع فلسفۂ حیات انسان کو دیتا ہے جو اسکی مادی اور روحانی زندگی کو توانائیوں اور مسرتوں سے مالا مال کر دیتا ہے۔ اسلام رہبانیت اور ترکِ دنیا کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ وہ مثبت طور پر زندگی کو اسکی تمام نعمتوں، برکتوں، لطافتوں اور رعنائیوں کے ساتھ برتنے کی تعلیم دیتا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ ''زمین اور آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ انسان کے لئے مسخر کر دیا گیا ہے''۔[۲]

مرد اور عورت کی باہمی حیثیت کو سمجھنے کے لئے قرآن کی سورۃ آل عمران میں ہے کہ:

ترجمہ:

''میں کسی شخص کے کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنے والا ہوا کارت نہیں کرتا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم آپس میں ایک دوسرے کا جُز ہو''۔[۳]

اس بات کو اگر موجودہ زمانہ کے الفاظ میں کہنا ہو تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے شریک حیات ہیں دونوں ایک دوسرے کا حصہ ہیں اور ایک دوسرے کے برابر کے ساتھی ہیں۔

تاہم سماجی زندگی میں اسلام اِن دونوں کے عمل کے درمیان ایک حد تک تقسیم کار کا اصول اختیار کرتا ہے، مرد کی سرگرمیوں کا دائرہ بنیادی طور پر باہر ہے اور عورت کی سرگرمیوں کا دائرہ بنیادی طور پر اندر، اس تقسیم کا کوئی بھی تعلق امتیاز سے نہیں ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ دونوں کی صنفی خصوصیات مجروح نہ ہوں۔ دونوں اپنی پیدائشی صلاحیتوں کو بھرپور طریقے سے استعمال میں لا سکیں بغیر خاندان یا سماج کے اندر کوئی رخنہ ڈالے ہوئے۔ باالفاظ دیگر، یہ فرق انتظام کی بنیاد پر ہے نہ کہ اعزاز کی بنیاد پر۔ قرآن میں یہ بات مندرجہ ذیل الفاظ میں ملتی ہے کہ:

ترجمہ:

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتیں، اِن سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے''۔[۴]

اس آیت میں وہ تمام صفات بتا دی گئی ہیں جو اِس مرد اور عورت میں ہونی چاہئے جو اللہ کے یہاں اس کے مقبول بندوں میں شامل ہونا چاہئیں۔ تاہم دین کے معاملہ میں اپنا حصہ ادا کرنے کے لئے جس طرح مردوں کے دو درجے ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی دو درجے ہیں ایک عام اور دوسرا خاص۔

عام درجہ وہ ہے جو ہر خاتون کے لئے ہے۔ یعنی ذاتی معاملے میں خدا اور بندوں کے حقوق ادا کرنا، خدا کے بارے میں عقیدہ کی درستگی، خدا کے احکام کی بجا آوری، زندگی کے معاملات میں انصاف پر قائم رہنا، نفسانی حرکات اور شیطانی وساوس کا

مقابلہ کرنا، اپنی ذات اور اپنے مال سے خدا کا حق نکالنا، ہمیشہ دنیا کے معاملے میں آخرت کو ترجیح دینا، اپنے گھر اور متعلقین کے درمیان اسلامی اخلاق کے ساتھ رہنا اور معاملات میں ہمیشہ وہ کرنا جو اسلام کا تقاضا ہے۔

عورت کا دوسرا اہم فرض بچوں کی اصلاح اور تربیت ہے ہر عورت بالآخر ماں بنتی ہے بچے سے ماں کا اور ماں کا بچے سے بے حد گہرا تعلق ہوتا ہے۔ یہ تعلق بگاڑ کا سبب بھی بن سکتا ہے اور بناؤ کا بھی، مسلمان ہونے کی حیثیت سے عورت کا فرض ہے کہ وہ اس تعلق کو بنائے اور اصلاح کے لئے استعمال کرے۔

تیسری چیز جو ہر عورت کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اپنے شوہر کے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے مسئلہ نہ بنے۔ عورتیں اپنے شوہر کے ساتھ اور اپنے گھر والوں کے ساتھ غیر ضروری قسم کے مسائل کھڑے کر دیتی ہیں اس وجہ سے گھر کا سکون غارت ہو جاتا ہے۔ بظاہر سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ جیسے گھر میں کچھ نہیں۔ عورت اگر اتنا کرے کہ وہ گھر کے اندر مسئلہ پیدا نہ کرے تب بھی اِس نے بہت بڑا کام کر لیا۔

اگر عورت کے اندر مزید صلاحیت ہو اور اس کو وسیع تر مواقع حاصل ہوں تو وہ اس سے آگے کا کام بھی کر سکتی ہے جس کو خصوصی درجہ کا نام بھی دیا گیا ہے۔ اسلامی تاریخ میں اس کی کثرت سے مثالیں موجود ہیں۔ جن میں ایک رسول اللہ ﷺ کی ''بیٹی'' خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہؓ ہیں۔[۵]

نام ونسب

آپ کا اِسمِ گرامی فاطمہ بنت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے اور کنیت ''اُمِّ محمدؐ'' ہے۔ آپؓ کی والدہ سیدہ اُمُّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ طاہرہ بنتِ خویلدؓ تھیں۔ آپؓ چار صاحبزادیوں میں سے سب سے چھوٹی تھیں جن پر تمام مکارم اخلاق وفضائل کے اوصاف ختم تھے۔

لقب

آپؓ سیدۃ نساء العالمین، البغتہ النبوتہ (جگر گوشہ رسول) ام ابیھا کریمہ الطرفین اور سردار نساء اہلِ جنت ہیں۔

آپؓ کے القاب

زہرا، طاہرہ، مطہرہ، زاکیہ، راضیہ، مرضیہ اور بتول ہیں۔

شیخ ابن حجر فاطمہ، بتول اور زہرا کی وجہ تسمیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا نام فاطمہؓ اِس وجہ سے ہے کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو اور

آپ کو دوست رکھنے والوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا۔

بتول کا لقب اس وجہ سے ہے کہ آپ اپنے زمانہ کی عورتوں سے فضل اور دین اور حسب میں ممتاز تھیں۔

مولانا شیخ عبدالحق مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ میں بہجت، زہرت، جمال وکمال بہت زیادہ تھا اس مناسبت سے زہراء لقب قرار پایا۔

علامہ قسطلانی، مواہب لدینہ میں لکھتے ہیں کہ "فطم" کے معنی لغت میں بچہ کو دودھ پینے سے روکنے کے ہیں، تو گویا حضرت فاطمہ سیدہ ءعالم لوگوں کو دوزخ کی آگ سے روکنے والی ہیں۔ اور بتول مشتق ہے "بتل" سے جس کے معنی قطع کرنے کے ہیں مفتی الادب میں لکھا ہے کہ "تول" بروزنِ صبور عورت دوشیزہ کو کہتے ہیں۔ جو دنیا اور ماسوائے اللہ سے علیحدہ ہو حضرت مریم والدہ حضرت عیسیٰؑ کا لقب بھی بتول تھا۔[۶]

ولادت

حضرت فاطمہؓ کی تاریخِ ولادت کے بارے میں اختلاف ہے فاطمۃ الزہرہؓ جمادی الآخر کی ۲۰ ء ۶۱ھ نبوی ولادت بنوی (۶۱۱) میں پیدا ہوئیں۔ فجر کا وقت تھا اور جمعہ مبارک کا دن تھا۔ جن دنوں خانہ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر اور مرمت ہو رہی تھی۔

ایک اور روایت کے مطابق آپؓ کی ولادت بعثت نبویؐ سے پانچ سال قبل ہوئی جبکہ سرورِ کائنات کی عمر مبارک ۳۵ سال کی تھی ایک تیسری روایت کے مطابق آپؓ کی پیدائشِ نبوت سے ایک سال پہلے ہوئی۔[۷]

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہؓ بحیثیت بیٹی

آپؓ بچپن ہی سے نہایت متین اور تنہائی پسند تھیں۔ نہ کبھی کسی کھیل کود میں حصہ لیا اور نہ گھر سے قدم باہر نکالا۔ ہمیشہ والدہ ماجدہ کے پاس بیٹھی رہتیں، ان سے اور رسول ﷺ سے ایسے ایسے سوالات پوچھتیں جن سے انکی ذہانت اور فطانت کا ثبوت ملتا۔ دنیا کی نمود و نمائش سے بھی سخت نفرت تھی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کی تعلیم اور تربیت پر خاص توجہ دیتی تھیں۔ ایک دفعہ وہ تعلیم دے رہی تھیں تو انھوں نے پوچھا "اماں جان اللہ تعالیٰ کی قدرتیں تو ہم ہر وقت دیکھتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ خود نظر نہیں آ سکتے" حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے فرمایا "میری بچی اگر ہم دنیا میں اچھے کام کریں اور خدا کے احکام پر عمل کریں گے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے مستحق ہوں گے اور یہی اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا"۔

۱۰ھ بعثت حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے وفات پائی تو سیدہ بہت غم زدہ ہوگئیں۔ حضورؐ نے سیدہ کی تربیت اور نگہداشت کے خیال سے حضرت سودہؓ سے نکاح کرلیا۔ حضورؐ کی حیات مبارک یکسر تبلیغ کے لیے وقف تھی لیکن جب بھی آپ کو فرصت ملتی آپؐ فاطمۃ الزہرہؓ کے پاس تشریف لے جاتے انھیں دلاسہ دیتے اور نہایت قیمتی نصائح سے نوازتے۔ [8]

تنہائی کے اوقات میں حضرت حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ، حضرت عائشہؓ بنت ابوبکر صدیقؓ، حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ اور فاطمہ بنت زبیرؓ وغیرہ سیدہ فاطمہ کے پاس آ بیٹھیں اور ان کی غمگساری و دلجوئی کرتیں۔ [9]

شکل و شمائل اور سیرت و خصلت میں حضرت فاطمہؓ کی رفتار اور گفتار آنحضرت ﷺ سے بہت زیادہ ملتی تھیں جب حضرت فاطمہؓ کسی ایسی مجلس میں آتیں جہاں آپؐ بیٹھے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ محبت اور شفقت سے کھڑے ہو جاتے اور انھیں آپ اپنے پہلو میں جگہ دیا کرتے تھے شکل و صورت میں حضرت فاطمہؓ اپنی والدہ حضرت خدیجہؓ سے بہت مشابہہ تھیں۔ [10]

حضرت فاطمہؓ کے فضائل اور مناقب بے شمار ہیں لیکن ان کے اہل بیت میں اگرچہ بہت سے بزرگ شامل ہیں لیکن ان سب میں زیادہ قابلِ عظمت سیدۃ العالم حضرت فاطمہؓ کا وجودِ گرامی ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی نعیم بروایت ابی سعید الخیری لکھتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا ''فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں'' ایک دفعہ رسول اللہ نے زمین پر چار خط کھینچے پھر لوگوں نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے سب نے عرض کیا اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ واقف ہیں آپؐ نے فرمایا فاطمہ بنتِ محمدؐ، خدیجہ بنت خویلد، مریم بنت عمران، حضرت آسیہ (زوجۂ فرعون) اِن لوگوں کو جنت کی عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے آنحضرت ﷺ جب کسی سفر سے مراجعت فرماتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے حضرت فاطمہؓ کے ساتھ جس قدر آنحضرت ﷺ کو محبت تھی اتنی اور کسی اولاد کے ساتھ نہ تھی حالانکہ آپ کی بعض بہنیں آپ سے زیادہ تیز، فہم اور خوبصورت تھیں لیکن آنحضرتؐ کو فاطمہؓ بہت محبوب تھیں۔ حضرت فاطمہؓ اگرچہ رسول اللہؐ کی محبوب ترین اولاد تھیں لیکن انہوں نے کوئی دنیاوی فائدہ نہیں اٹھایا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: ''حضرت فاطمہؓ سے کہ تمھاری رضا مندی سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور تمھارے غیظ و غضب سے وہ غضبناک ہوتا ہے''۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ''میں نے فاطمہ سے بڑھ کر راست گو کسی کو نہیں دیکھا لیکن ان کے والد آنحضرتؐ اس سے مستثنیٰ نہیں۔ ایک طابعی نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا ''رسول اللہؐ سب سے زیادہ کس کو محبوب رکھتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا عورتوں میں فاطمہؓ اور مردوں میں انکے شوہر علیؓ کو''۔ [11]

حضرت فاطمہؓ آنحضرتﷺ کے ساتھ اُحد کی جنگ میں بھی شریک ہوئی تھیں اور وہاں مجاہدینِ اسلام کو پانی پلاتی رہیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی رہیں۔ جب اِس غزوہ میں آپﷺ مجروح ہوئے تو حضرت فاطمہؓ آپؐ کی خدمت میں موجود تھیں[۱۲] اور انھوں نے آپؐ کے روئے مبارک کے زخم کو صاف کر کے مرہم پٹی کی۔ حضرت علی کی ہمشیرہ اُمّ ھانیؓ کی روایت کے مطابق حضرت فاطمہؓ فتح مکہ کی مہم میں بھی شریک ہوئی تھیں چونکہ حضرت فاطمہؓ کی وفات آنحضرتؐ کی رحلت کے تھوڑے دنوں بعد بھی ہو گئی تھی اس لیے اُن سے جو حدیثیں مروی ہیں اِن کی تعداد ۱۸، ۱۹ سے متجاوز نہیں ہیں یہ حدیثیں حضرت فاطمہؓ سے حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت سلمیٰؓ، حضرت ام ھانیؓ، اور حضرت انسؓ سے روایت کی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ دارِقطنی نے ایک مسجد فاطمہ تیار کی تھی۔

حضرت فاطمہؓ شعر بھی کہتی تھیں[۱۳] جس وقت آنحضرتؐ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اِس وقت حضرت فاطمہؓ کے لئے لوگوں نے نکاح کے پیغام دیئے اِن میں سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرتؐ سے حضرت فاطمہؓ سے عقد کرنے کی استدعا کی آپؐ نے فرمایا' حکمِ الٰہی کا انتظار کرو' اسکا ذکر ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کیا اور اُن کو بھی ترغیب دی کہ تم اپنے لئے پیغام دو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے بھی اپنی استدعا پیش کی اور اُنکو بھی وہی جواب دیا۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لوگوں نے آمادہ کیا لیکن آپ کو اپنی بے سروسامانی پر تامل ہوا۔ لیکن جب لوگوں نے اس امر پر زیادہ مجبور کیا تو آپؓ نے آنحضرت ﷺ سے بطریقۂ پیغام عرض کیا رسول اللہؐ نے یہ استدعا قبول فرمائی اور حضرت فاطمہؓ سے ذکر کیا کہ علیؓ کا رجحان خاطر تمھاری طرف ہے آپؓ خاموش ہی رہیں۔ چونکہ اِس خاموشی سے ایک طرح کی رضامندی معلوم ہوئی اس لیے آپؐ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے شادی کے چار مہینے بعد اوائل محرم ۲ ہجری میں حضرت علیؓ سے عقد کر دیا آنحضرتؐ نے فرمایا تمھارے پاس کوئی چیز مہر ادا کرنے کیلئے ہے۔ عرض کیا نہیں۔ ''فرمایا وہ حطمی زرہ کہاں ہے جو میں نے تم کو دی تھی۔ وہی مہر میں دے دو''۔ اس زرہ کی قیمت چار سو درھم سے زیادہ نہ تھی نکاح کے وقت حضرت فاطمہؓ کی عمر پندرہ سال کی تھی اور حضرت علیؓ کی عمر تقریباً اکیس سال تھی۔[۱۴]

حضرت علیؓ نے ایک چھوٹا سا مکان رسولِ اکرمؐ کے مکان سے کسی قدر فاصلہ پر کرایہ پر لے لیا آنحضرتؐ نے اپنی لونڈی اُمِّ ایمن کے ہمراہ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے گھر رخصت کر دیا پھر حضرت علیؓ کو بلا کر دونوں شانوؤں اور بازوؤں اور سینہ پر دم کیا ہوا پانی چھڑک دیا۔ پھر فاطمہؓ کو بلایا تو شرم وحیا سے جھجکتی ہوئی آنحضرتؐ کے پاس آئیں آپؐ نے ان پر بھی پانی چھڑکا اور فرمایا اے فاطمہؓ میں نے تمھاری شادی اپنے خاندان کے بہترین شخص سے کی ہے۔

سرورِ کائنات نے اپنی لختِ جگر کو جو سامان جہیز میں دیا وہ حسبِ ذیل ہے۔

(۱) ایک بستر مصری کپڑے کا جس میں اون بھری ہوئی تھی۔ (۲) ایک نقشی تخت یا پلنگ۔

(۳) ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔ (۴) دو مٹی کے برتن یا گھڑے پانی کے لئے۔

(۵) ایک چکی (۶) دو چادریں (۷) دو بازوبند نقرئی (۸) ایک مشکیزہ (۹) ایک جائے نماز

شادی کے بعد حضورؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ دعوت ولیمہ بھی ہونی چاہیئے مہر ادا کرنے کے بعد جو رقم بچی حضرت علیؓ نے اِس سے ولیمہ کا انتظام کیا۔ دسترخوان پر پنیر، کھجور، نان، جو اور گوشت تھا۔ حضرت اسماؓ سے روایت ہے کہ یہ اس زمانہ کا بہترین ولیمہ تھا۔ [۱۵]

حضورﷺ کو اپنی بیٹی سے محبت تھی ویسے بھی اپنے داماد اور نواسوں سے بھی بے حد پیار کرتے ان سے فرمایا کرتے ''جن لوگوں سے تم ناراض ہو گئے میں بھی ان سے ناخوش ہوں جن سے تمھاری لڑائی ہے میری بھی لڑائی ہے۔ جن سے تمھاری صلح ہو اُن سے میری بھی صلح ہے۔''

فاطمۃ الزہرہؓ کے فرزندوں امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو حضورؐ اپنے جگر کے ٹکڑے سمجھتے تھے۔ نہایت محبت سے انھیں بوسہ دیتے اور اپنے کندھوں پر اُٹھائے پھرتے۔ مشہور روایت کے مطابق حضرت فاطمہؓ کی عمر اُنتیس سال تھی کہ والد بزرگوار رسولﷺ کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وفات سے قبل آنحضرتؐ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ فاطمہؓ آئیں تو آنحضرتؐ نے ''مرحبا یا بنتی''! کہہ کر اپنے دائیں جانب بٹھا لیا پھر آپؐ نے ان کو کان میں کچھ فرمایا وہ رونے لگیں پھر دوبارہ کان میں کچھ فرمایا تو ہنسنے لگیں مجھے بڑا تعجب ہوا اور مجھ سے رہا نہیں گیا میں نے فاطمہؓ سے پوچھا یہ کیا بات ہے ایک ہی وقت میں رونے اور ہنسنے کا اتصال نہیں دیکھا حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: پہلی مرتبہ تو آنحضرتﷺ نے فرمایا تھا کہ جبرائیلؑ سال میں ایک مرتبہ قرآن پاک کا وِرد کرتے تھے اِس کے خلافِ معمول سال میں دو بار وِرد کیا اِس سے قیاس ہوتا ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے اور تم میرے اہلِ بیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملوگی اِسی پر میں رونے لگی اور دوبارہ فرمایا! کیا تم اس کو پسند نہیں کرتیں کہ تم دنیا کی تمام عورتوں کی سردار ہو میں یہ سن کر ہنسنے لگی۔ وفات سے قبل جب آنحضرتﷺ پر غشی طاری ہوئی تو حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں: ''واکرب اباہ'' ''ہائے میرے باپ کی بے چینی''۔ اس پر آنحضرتﷺ نے فرمایا تمھارا باپ آج کے بعد بے چین نہیں ہوگا۔ وفات کے بعد حضرت فاطمہ بہت رنجیدہ رہا کرتیں تھیں چنانچہ بقیہ ایاّم حیات میں آپ کو کسی نے ہنستا ہوا نہیں دیکھا۔ [۱۶]

حضرت فاطمۃ الزہرہؓ سے ماخوذ

ایک عربی نعت

ماذا علی من شمّ تربۃ احمد | الایشم مدی الزمان غوالیا
جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمد مجتبیٰ سونگھ لی | تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے

صبت علی مصائب لو انہا | صبت علی الایام عدن لیالیا
(حضورؐ کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں کہ اگر | یہ مصیبتیں ''دنوں'' پرٹوٹتیں تو دن ''راتوں'' میں تبدیل ہوجاتے

اغبر افاق السماء و کورت | شمس النہار واظلم الازمان
آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہوگئیں اور لپیٹ دیا گیا | دن کا سورج اور تاریک ہوگیا سارا زمانہ

والارض من بعد النبی کئیبۃ | اسفاً علیہ کثیرۃ الاجزان
اور زمین نبی کریمؐ کے بعد مبتلائے درد ہے | ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

فلیبکہ شرق البلاد و غربہا | بافخر من طلعت لہ النیران
اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی ان کی جدائی پر | فخر تو صرف ان کے لئے ہے جن پر روشنیاں چمکیں

یا خاتم الرسل المبارک صنوۃ
اے آخری رسولؐ آپ برکت و سعادت کی جوئے فیض ہیں

صلی علیک منزّل القرآن
آپؐ پرتو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود وسلام بھیجا ہے [۱۷]

حضرت فاطمۃ الزہرہؓ بحیثیت بیوی

شادی کے بعد حضرت فاطمہؓ کی ازدواجی زندگی مکمل خوشی اور سکون سے گزری۔ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔ رسول اللہؐ حضرت فاطمہؓ کو ہمیشہ یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنے شوہر کی ہر طرح اطاعت اور فرمانبرداری کریں۔ رسول اللہؐ کے گہرے قلبی تعلق کی بناء پر حضرت فاطمہؓ کا گھر تواضع، سادگی، پاکیزگی اور اطمینان کا نمونہ بن گیا تھا جس سے ہر طرف مسرّت اور سعادت چھائی ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں زیادہ تعدد ازواج کا رواج تھا لیکن جب تک حضرت فاطمہؓ زندہ رہیں حضرت علیؓ نے دوسری شادی نہیں کی۔

حضرت فاطمہؓ کے تین بیٹے دو بیٹیاں یعنی کل پانچ بچے تھے۔: حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت محسنؓ، حضرت زینبؓ اور حضرت اُمِّ کلثومؓ۔حضرت محسنؓ تو بچپن میں وفات پا گئے تھے۔حضرت زینبؓ کی شادی حضرت عبداللہؓ بن جعفر ابن ابی طالب سے ہوئی اور حضرت اُم کلثومؓ کی شادی حضرت عمر فاروقؓ سے ہوئی تھی۔مگر حضرت فاطمہؓ کی نسل حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے ذریعے دنیا میں باقی ہے۔

حضرت فاطمہؓ نہایت متقی، پرہیزگار اور دیندار خاتون تھیں۔اِن کی زندگی کا تمام تر حصہ زہد وقناعت پر گزرا، صبر وتحمل، زہد وتقویٰ اور شرم وحیا کی آپؓ بہترین مثال ہیں۔دنیاوی تکالیف ومصائب کا آپؓ کو ذرا خیال نہیں ہوتا تھا آپؓ کی زندگی عُسرت وتنگدستی میں بسر ہوئی اس کا اندازہ صرف اس سے کیا جاسکتا ہے کہ آپؓ اپنے گھر کا کام خود کیا کرتی تھیں۔روز کی محنت و جانفشانی یہ تھی کہ اسقدر چکی پیستیں کہ ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے اور گھر میں جھاڑو دینے اور چولھے کے پاس بیٹھ کر چولھا پھونکنے سے کپڑے میلے وکثیف ہوجاتے تھے لیکن یہ قدرت نہ تھی کہ کنیز رکھ سکیں ایک دن حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ آجکل دربارِ نبوتؐ میں بہت سے قیدی آئے ہوئے ہیں تم جاؤ اور ایک خادم آنحضرت ﷺ سے مانگو پھر آپؓ والد رسول اللہ کی خدمت میں گئیں۔حضرت فاطمہؓ مراسم آداب وسلام بجا لا کر اپنے گھر واپس آگئیں اور شرم کے مارے اِس کا اظہار نہیں کیا۔حضرت علیؓ نے پوچھا تو فرمایا: سلام کر کے چلی آئی پھر دونوں میاں بیوی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گئے اور کہا کہ اب ایسی تکلیفیں نا قابل برداشت ہیں حضورؐ کی بارگاہ سے ایک قیدی عنایت کر دیجئے۔آنحضرتؐ نے فرمایا بخدا میں تم لوگوں کو خادم نہیں دوں گا۔جب دونوں ایک منصفانہ جواب سن کر گھر واپس آئے تو آنحضرت ﷺ اِن کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: تم نے جس چیز کی ضرورت ظاہر کی تھی اور جس کے تم خواہشمند تھے اِس سے بہتر ایک چیز تم کو بتانے کیلئے آیا ہوں اُنہوں نے عرض کیا فرمائیے: آپؐ نے فرمایا ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ کر دم کرلیا کرو۔[۱۸]

حضرت فاطمۃ الزہرہؓ بحیثیت ماں

حضرت فاطمہؓ کے تین لڑکے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت محسنؓ اور دو لڑکیاں ام کلثومؓ اور حضرت زینبؓ پیدا ہوئیں۔جو اہم واقعات کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں سب سے عظیم الشان ہیرو ہیں۔فاطمۃ الزہرہؓ اس فقر وغنا کے ساتھ کمال درجہ کی عابدہ تھیں۔امام حسنؓ سے روایت ہے میں نے اپنی ماں کو شام سے صبح تک عبادت کرتے اور خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے دیکھا۔انھوں نے کبھی اپنی دعاؤں میں اپنے لئے کوئی درخواست نہ کی۔[۱۹]

عقد کے ۱۰ ماہ بعد ۱۵ شوال ۳ ھ کو امام حسنؓ کی ولادت ہوئی۔امام حسنؓ کی ولادت کے چند دن بعد اُحد کا معرکہ

پیش آیا۔ اس وقت حضرت فاطمۃ الزہرہؓ نومولود کو آغوش میں لیے ہوئے تھیں اسکے باوجود رسول اللہ ﷺ کے زخمی ہونے کی خبر سنتے ہی میدانِ جنگ میں آئیں حضور ﷺ کے زخم دھوئے اور مرہم پٹی کی۔

شعبان ۴ھ کو امام حسینؓ پیدا ہوئے۔ غالبا پانچویں سال حضرت زینبؓ اور ساتویں سال حضرت اُمِّ کلثومؓ اور نویں سال حضرت محسنؓ بطن میں تھے۔ کثرتِ ولادت سے مائیں بچوں کی تربیت میں اُلجھ جاتی ہیں لیکن فاطمۃ الزہرہؓ چکی پیستیں، کھانا پکاتیں، گھر کا کام، بچوں کی پرورش، شوہر کی تیاری میں مدد، والدؐ کے غزوات میں آمدورفت کے اہتمام، نمازِ فرض و نوافل، واجب و نفلی روزے، شب کی عبادتیں، ذوالقعدہ ۱۰ھ میں رسول ﷺ حجۃ الوداع کیلئے مکے تشریف لے گئے اس سفر مبارک میں فاطمۃ الزہرہؓ والد بزرگوارؐ کے ہمراہ تھیں، کیونکہ حضرت علی نجران گئے ہوئے تھے۔ مکہ پہنچ کر حضرت فاطمہؓ نے رسول اللہ ﷺ کیساتھ عمرہ ادا کیا اور آپ ﷺ کے حکم سے احرام کھولا اُسی وقت حضرت علیؓ نجران سے واپس آئے اور زوجہ محترمہ سے احرام کھولنے کا سبب پوچھا اُنھوں نے فرمایا کہ بابا نے حکم دیا ہے۔ [20]

حضرت فاطمۃ الزہرہؓ

مریمؑ از یک نسبت عیسیٰ عزیز	از سہ نسبت حضرتِ زہراؓ عزیز
نور چشمِ رحمتہ للعالمین	آں امام اوّلین و آخرین
آن کہ جان در پیکر گیتی دمید	روزگار تازہ آئین آفرید
بانوے آن تاجدارِ ہل اتی	مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا
پادشاہ و کلبۂ ایوان او	یک حسام دیک زرہ سامان او
مادرِ آں مرکزِ پرگارِ عشق	مادر آن کارواں سالارِ عشق
آن یکے شمع شبستانِ حرم	حافظِ جمعیت خیزالامم
تانشیند آتشِ پیکاروکین	پشتِ پازد برسرِ تاج و نگیں
واں دگر مولائے ابرارِ جہاں	قوت بازوئے احرار جہاں
در نوائے زندگی سوز از حسینؓ	اہل حق حریت آموز از حسینؓ
سیرتِ فرزندہا از اُمہات	جوہر صدق و صفا از اُمہات

مزرع تسلیم را حاصل بتولؓ مادراں را اسوۂ کامل بتولؓ
بہر محتاجے دلش آں گونہ سوخت با یہودے چادرِ خود را فروخت
نوری و ہم آتشی فرمانبرش گم رضایش در رضائے شوہرش
آں ادب پروردۂ صبر و رضا آسیا گردان و لب قرآں سرا
گریہ ہائے او ز بالین بے نیاز گوہر افشاندے بدامان نماز
اشک او بر چید جبرائیل از زمین ہمچو شبنم ریخت بر عرش برین
رشتۂ آئین حق زنجیر پاست پاس فرمانِ جنابِ مصطفیٰ است
ورنہ گردِ تربتش گردیدمے
سجدہا برخاکِ اُو پاشیدمے [۲۱]

وفات

حضرت فاطمہؓ سیدہ عالم کی اور تین بہنیں جس طرح عین جوانی کی حالت میں گزر گئیں اسی طرح حضرت فاطمہؓ آنحضرت ﷺ کی وفات کے آٹھ ماہ بعد اور بعض کے نزدیک ۷۰ یوم کے بعد اِس دنیائے فانی سے کوچ کر گئیں اور بعض کے نزدیک دو مہینے اور بعض کے نزدیک چار مہینے لیکن صحیح یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے چھ مہینے بعد عمر انتیس (۲۹) سال ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ راہگزائے فردوس بریں ہوئیں۔ [۲۲]

مدفن

واقدی کہتے ہیں میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے کہا کہ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی قبر مقام ''بقیع'' میں ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ ''دارِ عقیل'' میں دفن کی گئیں ہیں قبر اور راستہ کے درمیان سات ہاتھ کا فاصلہ ہے۔ [۲۳]

حوالہ جات

۱۔ سعید، محمد حکیم (س۔ن) نورستان، کراچی، ہمدرد فاؤنڈیشن، صفحہ: ۲۳۶

۲۔ سعید، محمد حکیم (س۔ن) نورستان، کراچی، ہمدرد فاؤنڈیشن، صفحہ: ۲۴۵

۳۔ شاہ، پیر محمد کرم شاہ الازہری (ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ) ضیاء القرآن: سورۃ آل عمران: ۱۹۵، کراچی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز

۴۔ شاہ، پیر محمد کرم شاہ الازہری (ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ) ضیاء القرآن: سورۃ الاحزاب: ۳۵، کراچی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز

۵۔ خان، مولانا وحید الدین (س۔ن) خاتونِ اسلام، کراچی، فضلی سنز لمیٹڈ، صفحہ: ۱۰۳ تا ۱۰۸

۶۔ دانشگاہِ پنجاب (۱۹۷۵ء) اُردو دائرہ مصارف اسلامیہ، لاہور، دانشگاہِ پنجاب، صفحہ: ۹۰

طفیل، محمد (۱۹۸۴ء) نقوش رسول نمبر: جلد: ۷، لاہور، ادارہ فروغ اردو، صفحہ: ۲۰۳

حقانی، مولانا عبدالقیوم (۲۰۰۲ء) تاریخ اسلام کی نامور خواتین، لاہور، نگارشات، صفحہ: ۹۶، ۹۷

محمود، شاہد (س۔ن) سو عظیم شخصیاتِ اسلام، لاہور، مشتاق بک کارنر، صفحہ: ۱۳۹

ندوی، مولانا سعید انصاری (س۔ن) سید الصحابیات مع اسوۂ صحابیات، کراچی، دارالاشاعت، صفحہ: ۸۹

احمد، خواجہ جمیل (۱۹۸۰ء) ایک سو ایک برگزیدہ مسلمان، سندھ کراچی، اردو اکیڈمی، صفحہ: ۲۴۶

الہاشمی، طالب (۱۹۸۰ء) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۂ الحسنات، صفحہ: ۱۲۷

البصری، محمد بن سعد (س۔ن) طبقات ابن سعد، کراچی، نفیس اکیڈمی، صفحہ: ۳۵

حسینی، جلیل شیخ سلیمان (۱۹۹۴ء) ینابع المودۃ، لاہور، انصاف پریس، شعبہ جنرل بک ایجنسی، صفحہ: ۴۱۲

۷۔ طفیل، محمد (۱۹۸۴ء) نقوش رسول نمبر، جلد: ۷، لاہور، ادارہ فروغِ اسلام، صفحہ: ۲۰۴

دانشگاہِ پنجاب (۱۹۷۵ء) اُردو دائرہ مصارف اسلامیہ، لاہور، دانشگاہِ پنجاب، صفحہ: ۹۰

حقانی، مولانا عبدالقیوم (۲۰۰۲ء) تاریخ اسلام کی نامور خواتین، لاہور، نگارشات، صفحہ: ۹۷

البصری، محمد بن سعد (س۔ن) طبقات ابن سعد، کراچی، نفیس اکیڈمی، صفحہ: ۳۵

محمود، شاہد (س۔ن) سو عظیم شخصیاتِ اسلام، لاہور، مشتاق بک کارنر، صفحہ: ۱۳۹

الہاشمی، طالب (۱۹۸۰ء) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۂ الحسنات، صفحہ: ۱۲۷

ندوی، مولانا سعید انصاری (س۔ن) سید الصحابیات مع اسوۂ صحابیات، کراچی، دارالاشاعت، صفحہ: ۸۸ تا ۹۰

احمد، خواجہ جمیل (۱۹۸۰ء) ایک سوایک برگزیدہ مسلمان، سندھ کراچی، اردو اکیڈمی، صفحہ: ۲۴۷

۸۔ حقانی، مولانا عبدالقیوم (۲۰۰۲ء) تاریخِ اسلام کی نامور خواتین، لاہور، نگارشات، صفحہ: ۹۷، ۹۸
الہاشمی، طالب (۱۹۸۰ء) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۃ الحسنات، صفحہ: ۱۲۷، ۱۲۸

۹۔ ایضاً

۱۰۔ دانشگاہِ پنجاب (۱۹۷۵ء) اُردو دائرہ مصارف اسلامیہ، لاہور، دانشگاہِ پنجاب، صفحہ: ۹۶
طفیل، محمد (۱۹۸۴ء) نقوش رسول نمبر، جلد: ۷، لاہور، ادارہ فروغِ اردو، صفحہ: ۲۰۸

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل (۱۹۷۵ء) صحیح بخاری شریف، جلد: ۱، کراچی، دارالاشاعت، صفحہ: ۹۵
طفیل، محمد (۱۹۸۴ء) نقوش رسول نمبر، جلد: ۷، لاہور، ادارہ فروغِ اردو، صفحہ: ۲۰۸

۱۳۔ طفیل، محمد (۱۹۸۴ء) نقوش رسول نمبر، جلد: ۷، لاہور، ادارہ فروغِ اردو، صفحہ: ۹۴

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ الہاشمی، طالب (۱۹۸۰ء) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۃ الحسنات، صفحہ: ۱۳۲، ۱۳۳

۱۶۔ روزنامہ جنگ (۱۹۸۷ء) سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ ایڈیشن، کراچی، روزنامہ جنگ، صفحہ: ۲، ۳

۱۷۔ دانشگاہِ پنجاب (۱۹۷۵ء) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، دانشگاہِ پنجاب، صفحہ: ۹۴

۱۸۔ طفیل، محمد (۱۹۸۴ء) نقوش رسول نمبر، جلد: ۷، لاہور، ادارہ فروغِ اردو، صفحہ: ۲۱۱، ۲۱۲

۱۹۔ حقانی، مولانا عبدالقیوم (۲۰۰۲ء) تاریخِ اسلام کی نامور خواتین، لاہور، نگارشات، صفحہ: ۱۱۴

۲۰۔ طفیل، محمد (۱۹۸۴ء) نقوش رسول نمبر، جلد: ۷، لاہور، ادارہ فروغِ اردو، صفحہ: ۹۸

۲۱۔ اقبال، ڈاکٹر محمد (۱۹۹۴ء) اسرارِ رموز، کراچی، شیخ غلام اینڈ سنز پاکستان ٹائم پریس، صفحہ: ۱۷۷، ۱۷۸

۲۲۔ الہاشمی، طالب (۱۹۸۰ء) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۃ الحسنات، صفحہ: ۱۴۵

۲۳۔ دانشگاہِ پنجاب (۱۹۷۵ء) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، دانشگاہِ پنجاب، صفحہ: ۹۶، ۹۷

علوینہ افسر بحیثیت معاون استاد کُلیہ معارفِ اسلامیہ شعبہ اصول دین اور ویمنز اسٹڈیز سینٹر میں دو سال تک تدریس کے فرائض انجام دیئے ہیں۔